Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

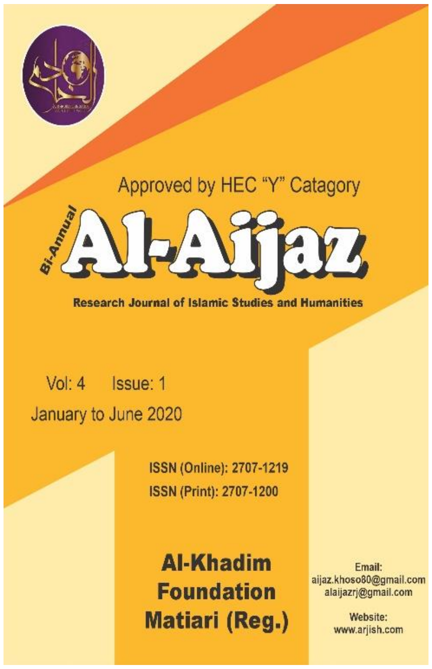


TOPIC:

# Significance of Economical Dealings in Islam, It's Basic Conditions and Remedy to the faults lying in Economical Affairs

AUTHORS:
1. Ameer Ullah Khan, Ph.D Research Scholar, Faculty of Islamic Studies, Department of Islamic Learning, Federal Urdu University, Karachi.
Email: khanameerullah684@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-9191-6599
2. Hafiz Muhammad Sani, Incharge Department of Quraan wa Sunnah, Faculty of Islamic Studies, Department of Quraan wa Sunnah, Federal Urdu University, Karachi.
Email: drsanifuaast@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-6919-0880
3. Zahid Hussain Channa, Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University, Shaheed Benazirabad.

**How to cite:**
Khan, A. U., Sani, H. M., & Channa, Z. (2020). U-15 Significance of Economical Dealings in Islam, It's Basic Conditions and Remedy to the faults lying in Economical Affairs. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities, 4(1), 212-228.
https://doi.org/10.53575/u15.v4.01.212-228

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/108

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 212-228
Published online: 2020-06-30

QR Code

# اسلام میں معاشی معاملات کی اہمیت، اس کی بنیادی شرائط اور باہمی معاشی امور میں پائی جانے والی کوتاہیوں کا تدارک وسد باب (تحقیقی وتنقیدی جائزہ)

# Significance of Economical Dealings in Islam, It's Basic Conditions and Remedy to the faults lying in Economical Affairs

Ameer Ullah Khan*
Hafiz Muhammad Sani**
Zahid Hussain Channa***

**Abstract**

Islam is a religion which guide us in all aspects of our lives, Economic Activity is also an important aspect where Islam guided us that how it is important and how the one can do his activities as per Shariah guidelines described in Qur'an o sunnah, these are divine revelation for Muslims and defined principles under which one can do his economic activities. Islam give importance to economic activities but today, as Muslims, we seem to be very active in the field of worship and try our best to fulfill it, but we are very lack in the field of economic activities, although the field of economic activities is more important than worship. This is critical because the correctness of the acts of worship depends on the correctness of the economic activities as If the principles of Shari'ah are not observed in the economic activities, then its effects on the acts of worship are also compounded. But even so, if we look at our society, we see more people who are negligent in economic activities than in worship. Apparently, the religious class also looks weak in the economic activities. While there are many other reasons for this, one of the main reasons is the lack of knowledge and awareness about this important field of Shariah. Therefore, as a Muslim, it is our responsibility to know and follow all the commands that we do in our daily lives so that we can do the correct economic activities along with worship and one should also be able to perform his duties according to the law and be entitled to the pleasure of his God. The principle stated by the jurists in the economic activities is that economic activities are permissible in nature which means that any transaction in the field of economic activities other than acts of worship will be permissible in principle, provided that the transaction should be free from Shariah prohibitions. Therefore, any transaction, whether it was made fourteen hundred years ago, whether it is a transaction in today's modern age, or a transaction in the future, in principle this transaction will be ruled to be lawful until there is no

* Ph.D Research Scholar, Faculty of Islamic Studies, Department of Islamic Learning, Federal Urdu University, Karachi. Email: khanameerullah684@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-9191-6599
** Incharge Department of Quraan wa Sunnah, Faculty of Islamic Studies, Department of Quraan wa Sunnah, Federal Urdu University, Karachi. Email: drsanifuaast@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-6919-0880
*** Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University, Shaheed Benazirabad.

Shari'ah prohibition in it. Now the question is what are those Shariah prohibitions? We can easily divide these Shari'ah prohibitions into four categories: General Prohibitions, interest, Uncertainty/Gambling and Violation of Islamic Law of Contract. In this paper importance of economic activities, conditions and Shariah prohibitions are defined.
**Keywords:** Islamic Economic, Riba, Gharar, Gambling, Islamic Law of Contract.

دین اسلام،اللہ جل جلالہ اور رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے احکامات پر مبنی وہ کامل و مکمل اور دائمی نظام زندگی ہے، جو ہر اعتبار سے انسان کو ہر شعبہ زندگی میں بھرپور رہنمائی فراہم کرتاہے، جہاں انفرادی زندگی سے لے کر معاشرتی و قومی اور بین الاقوامی زندگی، غرض ہر شعبہ زندگی سے متعلق کامل ہدایات اور مکمل رہنمائی موجود ہیں، بلکہ اسلامی قوانین انسانی زندگی کے لیے ولادت سے لے کر موت تک پورے معاشرے کے وجود کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔عام طور پر اسلام کو پانچ اہم شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ؛ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات۔ پیش نظر تحقیقی مقالہ میں ہم بطور خاص معاملات،یعنی معاشی امور اور مسلمانوں کے باہمی لین دین سے متعلق بحث کریں گے۔

**معاملات کی اہمیت وضرورت:**

آج ہم مسلمان ہونے کے ناطے عبادات کے شعبے میں تو بہت متحرک نظر آتے ہیں اور حتی الامکان اس کو پورا کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن معاملات کے شعبے میں بہت کوتاہی کر بیٹھتے ہیں حالانکہ عبادات کے مقابلے میں معاملات کا شعبہ بہت ہی اہم اور نازک ہے کیونکہ عبادات کی درستگی معاملات کے صحیح ہونے پر منحصر ہے، اگر معاملات میں شریعت کے اصولوں کی پاسداری نہ کی جائے تو اس کے اثرات عبادات پر بھی مرتب ہوتے ہیں، چنانچہ ایک دفعہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا، جو طویل طویل سفر اختیار کرتا ہے پراگندہ بال اور غبار آلود بھی ہے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے :اے میرے رب اے میرے رب !یعنی وہ اپنے مقاصد کے لئے دعامانگتا ہے حالانکہ اس کا طعام حرام،اس کا پہننا حرام،اس کی شروع سے اب تک کی پرورش حرام غذاؤں سے ہی ہوئی ہوتی ہے تو ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انّٰی یُستجابُ لہ الدعاء۔۔ تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔جیساکہ ذیل میں صحیح مسلم کی اسی روایت کا تذکرہ کیا گیا ہے:

عن آبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "إن الله طيب لا يقبل الا طيبا، وان الله امر المومنين بما امر به المرسلين فقال تعالي: "ياايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا"، وقال تعالي: "ياايهاالذين امنواكلوا من طيبات مارزقناكم" ثم ذكر الرجل يطيل السفراشعث اغبريمد يديه الي السماء: يا رب!يارب! ومطعمه حرام ، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام، فاني يستجاب له؟" [1]

عبادات کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہے جبکہ معاملات کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے،اللہ تعالیٰ کے غفور ورحیم ذات سے یہ امید تو کی جاسکتی

ہے کہ یوم آخرت وہ اپنے حقوق میں کوتاہی کو معاف فرمادے، لیکن حقوق العباد کا معاملہ بہت ہی نازک ہے جب تک صاحب حق یا جن لوگوں کے حقوق میں کوتاہی کی ہے وہ خود دنیا میں معاف نہ کردے تو قیامت کے دن اس کا پورا پورا حق دلوایا جائے گا اور حدیث میں ایسے شخص کو آخرت کا غریب ترین انسان بتلایا گیا ہے کہ جو دنیا میں تو عبادات کی شکل میں نیکیوں کا ڈھیر لے کر جائے گا لیکن معاملات میں کوتاہی کی وجہ سے اس کا نامہ اعمال گناہوں کے انبار سے بھر جائے گا چنانچہ ایسے شخص کی تمام نیکیاں ان لوگوں کے پلڑے میں ڈال دی جائیں گی جن کی دنیا میں حقوق تلفی کی ہو یہاں تک کہ اس شخص کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی، اور اگر صاحب حقوق زیادہ ہوئے تو معاوضہ میں ایسے لوگوں کے گناہ ایسے شخص کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے۔۔۔تو یہ شخص معاملات میں کوتاہی کے سبب بدترین خسارے میں ہوگا. یہ مفہوم امام مسلم قشیری کی صحیح حدیث سے ماخوذ ہے جو ابوہریرۃ عنہ رضوان اللہ سے مروی ہے۔ [2]

محولہ بالا حدیث میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بندوں کے حقوق کی پامالی کرنے والے کو آخرت میں نہ تو معافی ملے گی اور نہ ہی اس کے حق میں شفاعت کام آئے گی، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کے لئے چاہے گا تو وہ مدعی (صاحب حق) کو اس کے مطالبہ کے مطابق اپنی نعمتیں عطا فرما کر راضی کردے گا۔

معاملات کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ دینی مدارس میں ایک علم پڑھایا جاتا ہے جس کو فقہ کہا جاتا ہے اس علم میں قرآن اور احادیث کی روشنی میں ایک بنی آدم کی ولادت سے لے کر موت تک کے تمام قسم کے مسائل اور ان کے احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے، آپ یوں سمجھ لیں کہ اس علم میں عبادات اور معاملات کے مسائل اور ان کے احکامات ذکر کئے جاتے ہیں لیکن یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ اس علم میں صرف ایک چوتھائی عبادات جبکہ باقی تین چوتھائی حصہ معاملات پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر ہم اپنے معاشرے میں دیکھیں تو ہمیں ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے جو عبادات کے مقابلے میں معاملات میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بظاہر شکل وصورت سے دیندار طبقہ بھی معاملات والے حصے میں کمزور دکھائی دیتا ہے۔ اس کی کافی وجوہات ہیں جن میں سے ایک اہم وجہ شریعت کے اس اہم شعبہ معاملات کے بارے میں معلومات اور آگاہی کا نہ ہونا بھی ہے۔

لہٰذا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم معاملات سے متعلق ان تمام کاموں کے احکامات کو جان کر اس پر عمل کرسکیں، جن کو ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں کرتے رہتے ہیں تاکہ ہم عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات کو بھی شریعت کے مطابق سرانجام دے سکیں اور اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے حقدار بن سکیں۔

**باہمی معاملات اور معاشی لین دین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجارتی زندگی، ایک کامل ومکمل اسوہ حسنہ:**

انسان جس حیثیت سے بھی دنیا میں زندگی گزار رہا ہے، چاہے وہ شوہر ہے یا باپ، تاجر ہے یا عام مزدور، مبلّغ ہے یا سیاست دان، دوست ہے یا

پڑوسی، صحت مند ہے یا مریض، مسافر ہے یا مقیم۔ الغرض زندگی کے ہر ہر پہلو میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات گرامی تمام انسانوں کے لیے قابل اتّباع ہے۔ اور یہی اتّباع دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت اور کنجی ہے۔ جیسا کہ سورہ احزاب میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيرا. (آلاحزاب :21)

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور سے اور یومِ آخرت سے اُمید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔[3]

تاجر ہونے کی حیثیت سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک نبوت ملنے سے پہلے کا دور جو چالیس سال پر محیط تھا اور دوسرا نبوت ملنے کے بعد کا دور کہ جس کا دورانیہ تیئیس سال کا ہے۔ اللہ کی شان کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام پہلے دور میں عملی طور پر تجارت سے تو وابستہ رہے لیکن نبوت کی بھاری ذمہ داری ملنے کے بعد آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی زندگی صرف اور صرف دینِ الٰہی کی تبلیغ، ترویج واشاعت اور اس کی سربلندی کے لیے وقف کر دی تھی لہٰذا عملی طور پر تجارت سے وابستہ تو نہ رہے لیکن اس دور میں دنیا کو تجارت کرنے کے وہ اصول اور گر سکھا گئے جو رہتی دنیا تک کے لیے بہترین رہنما اور اصول قرار پائیں۔ اور جس کو ہر دور میں مسلمان تو مسلمان، غیر مسلم بھی ان اصولوں کو معیشت و تجارت کے لئے نسخہ اکسیر سمجھنے پر مجبور ہوئے۔ اور یہ کیوں نہ ہو کہ یہ شریعت بھی تمام شریعتوں میں سے سب سے آخری اور اس شریعت کو لانے والے بھی خاتم الانبیاء ہیں۔

نبوت کے ملنے سے پہلے کے دور میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے تاجر ہونے کی حیثیت سے دنیا کو عملی طور پر بھی بتادیا کہ تجارت کس طرح کرنی ہے، تجارت میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھتے تھے۔

''عن السائب قال للنبي صلي الله عليه وسلم كنت شريكي في الجاهلية- فكنت خيرشريك- كنت لا تداريني ولا تماريني ''[4]

''حضرت سائب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا زمانہ جاہلیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شریک تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین شریک تھے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مقابلہ کرتے تھے نہ جھگڑتے تھے''۔

قیس فرماتے ہیں کی میں جاہلیت کے زمانے میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا شریک ہو کر تجارت کرتا تھا۔

''وكان خير شريكٍ لايماري ولايشاري''

''آپ بہترین شریک تجارت تھے، نہ جھگڑتے تھے اور نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔''[5]

اور پھر نبوت ملنے کے بعد آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے تجارت اور تجارت کرنے والوں کے لیے اپنی احادیث مبارکہ کے ذریعے اتنے قیمتی اور بیش بہا ہدایات دیں کہ آنے والے فقہاء کرام نے جب ان کے مسائل کو مرتب کرنا شروع کیا تو عبادات کے مقابلے میں معاملات کے مسائل تین ربع تک پہنچ گئے۔

یہاں چند ارشادات نبوی نقل کیے جاتے ہیں، جن سے تجارت اور تجارت سے وابستہ افراد کی عظمت واضح ہوتی ہے، اسی طرح تجارت میں امت کے لیے رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے بیان کردہ اصول بھی واضح ہوتے ہیں:

"عن سعيد بن عميرابوامه البراءبن عازب قال: سئل النبي صلي الله عليه وسلم اي كسب الرجل اطيب؟ قال: عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور" [6]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار سوال کیا گیا کہ کون سی کمائی پاکیزہ ترین ہے؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اور ہر حلال اور جائز خرید وفروخت"۔

تجارت میں صداقت ودیانت، حسن معاملہ اور سچ بولنے کی آپ ہمیشہ تاکید فرماتے رہے، فرمایا:

''عن ابي سعيد: عن النبي صلي الله عليه وسلم قال: التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهدا''۔ [7]

درست گو اور امانت کا خیال رکھنے والا، روزِ قیامت سچے لوگوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے خرید وفروخت کے معاملات میں زیادہ قسمیں کھانے سے منع فرمایا:

''عن ابي قتادة الانصاري، انه سمع رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول : اياكم وكثرة الحلف في البيع، فانه ينفق ثم يمحق'' [8]

حضرت ابو قتادہ انصاری عنہ رضوان اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: خرید وفروخت کے معاملات میں زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو؛ کیونکہ وہ کاروبار تو بڑھادیتی ہے لیکن حقیقت میں نقصان کرتی ہے۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے جہاں تجارت میں صدق، امانت، دیانت، محنت، حسنِ ادائیگی اور نرم خوئی جیسے صفات سے آراستہ تاجروں کے لیے نویدیں سنائیں تو دوسری طرف اس پیشہ میں جھوٹ، دھوکہ بازی، فریب، مکاری، ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے لیے وعیدیں بھی سنائیں۔ معاملات اور تجارت کے باب میں نویدوں اور وعیدوں کا یہ حسین امتزاج وہ آکسیجن ہے جو کسی بھی نظامِ معیشت کو اعتدال کے ساتھ پروان چڑھا سکتی ہے۔ اسی امتزاج کے ہتھیار سے صحابہ کرام جب لیس ہوئے تو انہوں نے بغیر کسی جنگ وجدل کے ملکوں

کے ملک فتح کر لیے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ ان صفات سے آراستہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نے غیر مسلم کو نہ صرف اپنا گرویدہ بنایا بلکہ اسلام کی دولت سے بھی مالا مال ہوئے۔ اسی لئے حضرت عمر عنہ رضوان اللہ نے اپنے زمانہ میں یہ حکم نامہ جاری کروایا تھا کہ ہمارے مارکیٹوں میں وہی شخص کاروبار کیا کرے، جس نے اپنے کاروبار سے متعلق علم حاصل کر لیا ہو۔

**تعلیمات نبوی ﷺ کی عظمت و جامعیت:**

در حقیقت آج ہم عبادات میں تو کسی نہ کسی طور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے اقوال وافعال کی پیروی کر ہی لیتے ہیں لیکن جہاں بات معاملات اور تجارت کی آتی ہے تو وہاں ان ہدایات کی پوری طرح پیروی نہیں ہو پا رہی۔ جبکہ دنیا آج سودی معیشت و تجارت سے چھٹکارا چاہتی ہے۔ وہ ایک ایسے نظامِ معیشت و تجارت کی تلاش میں ہے جس میں تجارت سے متعلق ہر ایک طبقہ اور فرد کو اس کے جائز حقوق ملیں، دنیا کی خواہش ہے کہ اس میدان میں انصاف اور میانہ روی کا دور دورہ ہو۔ لیکن بد قسمتی سے آج ہم نے اپنے انسانِ اعظم اور تاجر اعظم حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمودات اور ارشادات کو معیشت و تجارت کے میدان میں پسِ پشت ڈال بیٹھے ہیں تو ہم دوسروں کے لیے اس کو کیسے معیار بنا سکتے ہیں!

لہٰذا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم سیرت رسول سے تجارتی معاملات کو سیکھ کر دنیا میں زندگی گزارے۔

**معاملات سے کیا مراد ہے؟**

یاد رہے کہ عام طور پر معاملات میں تین طرح کے شعبوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، یعنی معاشرتی معاملات، سیاسی معاملات اور معاشی معاملات۔

معاملات کے یہ تینوں شعبے اپنی اپنی جگہ پر بہت ہی اہم ہیں، ان میں سے ہر ایک کو شریعت کی روشنی میں ذکر کیا جائے تو بہت موٹی اور ضخیم کتابیں وجود میں آجائیں گی۔ ہم یہاں صرف معاشی معاملات پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

معاشی معاملات سے مراد باہم تجارتی لین دین، خرید و فروخت، معاشی امور کی انجام دہی اور معاشی سرگرمیوں کا دو طرفہ بنیاد پر حصہ بننا اور اس میں معاشی کردار ادا کرنا ہے۔ چنانچہ اس میں کاروبار، تجارت اور خرید و فروخت کے شرعی طریقے اور اس سے متعلق وہ تمام احکامات شامل ہیں کہ جس کی بناء پر ہم کسی بھی معاملہ کو جائز یا ناجائز کہتے ہیں۔

معاملات میں جو اصول فقہاء کرام نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ "الاصل فی الاشیاء الاباحة حتی یدل اللدلیل علی التحریم"[10] یعنی معاملات میں اصل حلت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ عبادات کے علاوہ معاملات کے شعبہ میں کوئی بھی لین دین کیا جائے گا تو اصولی طور پر وہ

جائز ہوگا بشرطیکہ اس لین دین میں شرعی ممنوعات نہ ہوں، لہٰذا کوئی بھی معاملہ چاہے وہ چودہ سو سال پہلے کیا گیا ہو، چاہے آج کے جدید دور میں کوئی لین دین کا معاملہ کیا جائے یا مستقبل میں پچاس یا سو سال کے بعد مشینی دور میں کوئی معاملہ کیا جائے گا تو اصولی طور پر اس معاملہ پر جائز ہونے کا حکم لگایا جائے گا جب تک کہ اس میں کوئی شرعی ممانعت نہ پائی جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ شرعی ممنوعات کیا ہیں؟ ہم آسانی کے لیے ان شرعی ممنوعات کو چار اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ عمومی ممنوعات

2۔ ربا/سود کا پایا جانا

3۔ غرر اور جوئے کا پایا جانا

4۔ عقد کے اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کرنا

## 1۔ عمومی ممنوعات

عمومی ممنوعات سے مراد ایسے شرعی ممنوعات ہیں جن کو ایک عام مسلمان بھی جانتا ہو۔ مثلاً شراب، خنزیر اور مردار جانور کے گوشت کا حرام ہونا، اسی طرح بے حیائی، فحاشی وعریانی اور ناچ گانا وغیرہ کی حرمت، یہ سب ایسے شرعی ممنوعات ہیں جس کا علم ایک عام مسلمان کو بھی ہوتا ہے لہٰذا کوئی بھی معاملہ جو ان چیزوں کے کاروبار، تجارت یا خرید وفروخت سے متعلق ہوگا وہ شرعی اعتبار سے ممنوع سمجھا جائے گا۔ اسی طرح کے ممنوعات سے متعلق کتاب اللہ کی درج ذیل آیات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الاما ذكيتم وما ذبح على النصب وان تستقسموا بالازلام (المائدة: 3)

آپ پر مردار، (بہتا ہوا) خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ کے علاوہ کا نام لیا گیا ہو،، گلا گھونٹا ہوا، گر کر مرا ہوا، سینگ سے مرا ہوا اور جس سے کسی درندے نے کھا لیا ہو مگر یہ کہ تم اس کو حلال کر دو اور جو بتوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ کہ تم (جوے کی) تیروں سے گوشت تقسیم کرو۔[11]

اسی طرح شراب اور جوے سے بچنے کا حکم بھی قرآن کریم میں نہایت مؤثر انداز سے دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون(المائدة: 90)

اے مومنو! بیشک شراب، جوا اور بتوں کے تیر گندگی ہے شیطان کے کاموں میں سے۔ پس اسے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔[12]

اس حرمت کی مزید وضاحت حضرت ابن عمر عنہما رضوان اللہ، حضرت عبداللہ بن عباس عنہ رضوان اللہ اور حضرت جابر بن عبداللہ عنہ رضوان اللہ کی آنے والی محولہ روایات سے ہوتی ہے۔[13]،[14]،[15]

ذکر کردہ آیات کریمہ اور آحادیث محولہ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اسلام میں شراب پینا اور اسی طرح شراب کی خرید و فروخت قطعاً حرام ہے، اور اس سے اجتناب لازم ہے۔

## 2۔ ربا/سود کا پایا جانا اور سودی معاملات کے حوالے سے قرآن و سنت کی بنیادی تعلیمات

معاشی معاملہ کے ناجائز ہونے کا دوسرا بڑا عنصر اس کے اندر سود کا پایا جانا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی معاملہ میں اگرچہ عمومی ممنوعات تو نہیں پائے جا رہے ہیں لیکن اس کے اندر سود کی خرابی پائی جا رہی ہو تو وہ معاملہ بھی ناجائز ہو گا۔ صاحب ہدایہ نے ربا یعنی سود کی تعریف یوں کی ہے:

"الربا هو الفضل المستحق لأحد المتعاقدين في المعاوضة الخالي عن عوض شرط فيه"[16]

"ربا وہ اضافہ ہے جس کا استحقاق عقدِ معاوضہ میں ایک فریق کے لیے مشروط کیا جائے اور اس کے مقابل میں عوض نہ ہو۔"

سود کو آپ آسان الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ کسی کو روپے کی ایک مقدار قرض دے کر اس مقدار پر کوئی بھی زیادتی یا کسی بھی قسم کا کوئی بھی فائدہ وصول کرنا سود کہلاتا ہے۔ مثلاً آپ نے کسی کو ایک لاکھ روپے چھ ماہ کے لیے ادھار یا قرض دیے اور کہا کہ چھ مہینے کے بعد آپ سے ایک لاکھ کے ساتھ پچاس ہزار زیادہ لوں گا تو اس میں جو پچاس ہزار زیادہ لیے جا رہے ہیں یہی سود ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس کی حرمت اور شناعت کا بیان آیا ہے،

أحل الله البيع وحرم الربا(البقرة: 275)

یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع و شراء (تجارت) کو حلال اور ''ربا'' کو حرام قرار دیا، ایک دوسری آیت میں ہے:

يمحق الله الربا ويربى الصدقات(البقرة: 278)

یعنی اللہ تعالیٰ ربا اور سود کو مٹاتا ہے اور ''صد قات'' کو بڑھاتا ہے،ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يا أيها الذين امنو ا اتقوا الله وذروا مابقى من الربا ان كنتم مؤمنين، فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله (البقرة: 278،279)

لہٰذا اس پر چوں چراں کرنے کی بالکل ضرورت نہیں بلکہ قرآن نے تو سود کھانے سے باز نہ آنے والوں کو صاف صاف کہہ دیا ہے کہ سود کا معاملہ کرنے والے اللہ اور رسول کے خلاف اعلانِ جنگ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے سود خور، دینے والا، اس کے کاتب اور گوہوں پر لعنت بھیجی ہے۔[17]

بے شک سود کے وبال 72 قسم کے ہیں۔ سب سے ادنی قسم ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ [18]

اور ایک حدیث میں سود کا ایک درہم یعنی ایک روپے لینے کا گناہ اپنی سگی ماں سے زنا کرنے سے بھی بدتر بتلایا گیا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اتنی بڑی وعید کسی اور گناہ کے کرنے پر نہیں آئی ہے جتنی سود لینے دینے پر وارد ہوئی ہے۔

## 3۔ غرر اور جوئے کا پایا جانا اور اس سے متعلق ممنوع معاشی وتجارتی سرگرمیاں:

جس طرح کسی معاملہ میں سود کا عنصر پائے جانے کی وجہ سے کوئی معاملہ ناجائز ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کسی معاملہ میں غرر کا عنصر موجود ہو تو اس کی وجہ سے بھی وہ معاملہ شریعت کی نظر میں درست نہیں ہوتا۔ غرر کے لغوی معنی پوشیدہ، ابہام، دھوکہ دینا، خطر اور غلط امید دلانے کے آتے ہیں۔ لسان العرب میں ہے:

(غرر) غره يغره غراوغروراوغرةالاخيرةعن اللحياني فهو مغروروغريرخدعه وا طعمه بالباطل قال ان امرا غره منكن واحدة بردى وبعدک فی الدنيا لمغرو [19]

غرر کی اصطلاحی تعریف میں فقہاء کرام کی مختلف تعبیرات ملتی ہیں ان سب تعبیرات میں جو ایک بات مشترکہ ہے اس کے مطابق غرر کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ غرر ایسے معاملہ کو کہا جاتا ہے جس میں جہالت پائی جائے اور اس کا انجام پوشیدہ ہو۔ چنانچہ علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

الغررمایکون مستور العاقبة[20]

لیکن فقہاء کرام نے یہاں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ معاملہ میں ہر پائی جانے والی جہالت اور ہر پوشیدہ انجام والا معاملہ ناجائز نہیں ہوتا بلکہ اس میں ایک شرط ہے وہ یہ کہ وہ غرر ایسا ہو کہ جو متعاقدین کے درمیان نزاع کا باعث بنے، جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ ہر غرر کی وجہ سے معاملہ ممنوع نہیں ہوتا اسی لیے غرر کے مؤثر ہونے کے لیے فقہاء کرام نے چار مزید شرائط کا تذکرہ کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ غرر کثیر ہو غرر یسیر نہ ہو۔

2۔ غرر ایسے معاملات میں نہ پایا جاتا ہو جن کی اجازت ضرورت کی بناء پر دی گئی ہو۔

3۔ غرر بیع میں اصالۃً ہو ضمناً نہ ہو۔

4۔ غرر عقود معاوضہ میں ہو عقود غیر معاوضہ میں نہ ہو۔

ان چار شرائط کی مختصر سی وضاحت کچھ یوں ہے کہ غرر کثیر وہ غرر کہلاتا ہے جس کا ختم کرنا متعاقدین کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ غرر جو عقد کی ذات میں، مبیع میں، ثمن میں یا مدت میں پایا جائے، کیونکہ یہ ایک ایسی جہالت ہے جو متعاقدین کے اختیار میں ہے کہ اس کو ختم کیا جائے، لہذا اس جہالت کی موجودگی میں معاملہ ناجائز تصور ہوگا۔ اسی سے متعلق علامہ ابن رشد الحفید رقم طراز ہیں:

فالفقهاء متفقون على ان اللغرر الكثير فى البيعات لايجوز وان القليل يجوز-[21]

دوسری شرط یہ ہے ان معاملات میں بھی غرر مؤثر نہیں ہوگا جن کو لوگوں کی ضرورت و حاجت کی وجہ سے اجازت دی گئی ہو جیسا کہ سلم اور استصناع۔ اس میں معاہدے کے وقت مبیع موجود نہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ جہالت ہے لیکن اس کے باوجود یہ معاملات جائز ہیں کیونکہ ان کی اجازت ضرورت و حاجت کی وجہ سے دی گئی ہے۔ چنانچہ محقق ابن ہمام، فتح القدیر میں بیع سلم کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ولايخفي ان جوازه علي خلا ف القيا س اذ هو بيع المعد وم وجب الرجوع اليه بالنص والاجماع للحاجة من كل من البائع والمشتري-[22]

تیسری شرط کی وضاحت یہ ہے کہ کبھی جہالت مبیع کی ذات اور اصل میں نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ ضمناً متصف ہوتی ہے جس کو عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے مثلاً جانور خریدتے وقت اس کے تھنوں میں موجود دودھ کی مقدار میں جہالت ہونے کے باوجود جانور کو اس طرح

خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ جانور کی باقی ماندہ صفات کا تذکرہ کر دیا جائے۔ کیونکہ یہاں جو جہالت اور غرر پایا جارہا ہے یہ اس مبیع میں اصالۃ نہیں ہے بلکہ ضمناً ہے۔ علامہ ابن نجیمؒ نے اس اصول کو یوں ذکر فرمایا ہے:

يغتفر في الشيء ضمنا ما لا يغتفر قصدا[23]

چوتھی شرط کا مطلب یہ ہے کہ فقہاء کرام نے عقود کی دو بڑی تقسیم کی ہے ایک وہ عقود جن میں معاوضہ دیا جاتا ہے جیسے خریداری اور اجارہ کا معاملہ ان کو عقود معاوضہ کہا جاتا ہے اس کے مقابلہ میں کچھ عقود ایسے ہوتے ہیں جن میں معاوضہ نہیں دیا جاتا جیسے وصیت، ہبہ، وقف اور عاریت وغیرہ۔ چنانچہ عقود غیر معاوضہ کے معاملات میں غرر پائے جانے کی وجہ سے وہ معاملہ ناجائز نہیں ہوگا۔

اسی طرح کسی بھی مالی معاملے کے جائز ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں جوئے کا عنصر نہ ہو۔ جوئے کے لیے عربی زبان میں "اَلْمَیْسِر"، کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جس کے کئی معانی ہیں، جن میں سے ایک معنی "آسانی" ہے، اور اگر یہ لفظ یَسَار سے ماخوذ ہو تو اس کا مطلب غنی یعنی مالدار کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں "اَلْمَیْسِر" سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ معاملہ جس کی انجام دہی سے انسان کو وافر مال و دولت آسانی سے یا بلا معاوضہ حاصل ہو جائے، یا پھر اس کے ہاتھ سے آسانی سے نکل جائے، یعنی اس معاملہ میں اسے یا تو بہت نقصان ہو یا بہت فائدہ۔ اسی کو عرف عام میں "جوا" اور "قمار" کہا جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں جوئے کا پایا جانے والا قدیم اور معروف مفہوم تو شرعا حرام سمجھا جاتا ہے، لیکن آج کے جدید دور میں جوئے کی ایسی نت نئی اقسام رائج ہو چکی ہیں جن کو یا تو حرام نہیں سمجھا جاتا یا لوگوں کو اس کے حرام ہونے کا علم نہیں۔ اس طرح کی تمام اقسام بھی حرام ہیں، جیسے: انعامی بانڈز، لاٹری، اسی طرح بیمہ کی بعض اقسام، نیز شطرنج، کرکٹ، کار ریسنگ، یا کسی بھی کھیل میں پایا جانے والا جوا وغیرہ۔

تمام معتبر اہلِ علم کا جوئے کے حرام ہونے پر اتفاق ہے، جس کی بنیادی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

يا أيها الذين آمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون. [المائدة: 90]

اے مومنو! بیشک شراب، جوا اور بتوں کے تیر گندگی ہے شیطان کے کاموں میں سے۔ پس اسے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

### 4۔ عقد کے اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کرنا (تجارتی و معاشی امور):

عقد کا مفہوم اگرچہ بہت وسیع ہے لیکن یہاں عقد سے مالی معاملات کا لین دین مراد ہے۔ فقہاء کرام نے مالی معاملات کی عقد کے اعتبار سے

مختلف تقسیمات ذکر کی ہے جن میں سے خرید وفروخت ایک عام عقد ہے جس کو ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ فقہاء کرام نے مالی معاملات میں خرید وفرخت کے عقد کی درستگی کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ اصول وشرائط بتائے ہیں ان کا جاننا بھی ہر لین دین کرنے والے مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ خرید وفروخت کی ان شرائط کو یہاں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ اہلِ علم نے شرعی نقطہ نگاہ سے کسی بھی بیع کے درست ہونے کیلئے بنیادی طور پر چھ (6) اہم شرائط ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

**پہلی شرط: طرفین (خریدار وفروخت کنندہ) حقیقی طور پر رضامند ہوں۔**

کوئی بھی بیع اس وقت تک شرعاً درست قرار نہیں دیا جاسکتا، جب تک بیچنے والا اسے بیچنے اور خریدنے والا اُسے خریدنے پر حقیقی طور پر رضامند نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں :

یا أیها الذین امنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراضٍ منکم. [النساء: 29]

اے مومنو! آپ میں ایک دوسے کے مال (حقوق) باطل طریقے سے مت کھاؤ مگر یہ کہ آپس کی رضامندی سے کوئی کاروبار ہو۔[25]

مذکورہ بالا آیت میں تجارت ولین دین کے تمام معاملات میں طرفین کی حقیقی رضامندی کو بنیادی شرط کے طور پر ذکر کیا گیا اور جن معاملات میں فریقین کی باہمی حقیقی رضامندی شامل نہ ہو اُنہیں باطل قرار دیا گیا ہے۔

رسولِ اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمانِ مبارک ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه و سلم: إنما البیع عن تراض [26]

''خرید وفروخت صرف باہمی رضامندی سے ہی ہونی چاہئے''۔

**دوسری شرط: طرفین خرید وفروخت کی اہلیت وقابلیت رکھتے ہوں۔**

یہاں اہلیت وقابلیت سے مراد یہ ہے کہ عاقد (خریدار یا فروخت کنندہ) اپنے مال وسامان سے متعلقہ امور میں تصرّفات کرنے کا اہل ہو اور وہ جو بھی تصرّف کرے وہ نافذ العمل ہو، اُس کا اعتبار کیا جائے اور اس کے تصرّفات حکم کے اعتبار سے نتائج واثر رکھتے ہوں۔

ان يكون العاقد عاقلا اي مميزا، فلا ينعقد بيع المجنون والصبي غير العاقل [27]

اہلیت و قابلیت کے لئے ضروری ہے کہ عقد کرنے والا عقل مند و باشعور ہو، پاگل نہ ہو کیونکہ پاگل کا تصرّف درست نہیں۔ وہ سمجھدار ہو بے وقوف نہ ہو۔ اسی طرح اگر بچہ ہے تو وہ سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو، ناسمجھ بچے کا عقد معتبر نہیں۔

**تیسری شرط: خریدی وفروخت کی جانے والی چیز شرعی اعتبار سے خرید وفروخت کے قابل ہو۔**

یعنی وہ پاک ہو، حلال ہو اور شرعی طور پر نفع بخش ہو۔

أن يكون المبيع مالاً متقوماً-- والمال هو كل مايمكن ان يملكه الانسان وينتفع به علي وجه معتاد- والمتقوم: ما يمكن ادخاره مع إباحته شرعاً [28]

الغرض ثمن (قیمت) مبیع (سامان) دونوں شرعی اعتبار سے پاک اور حلال ہوں اور عام حالات میں شرعی طور پر اُس سے فائدہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہو، کیونکہ جن سے عام حالات میں شرعاً فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا، اُن کی خرید وفروخت ہر حال میں حرام ہے، جیسے شراب وغیرہ۔ (عام حالت سے مراد عمومی یعنی غیر اضطراری حالات ہیں، کیونکہ اضطرار و مجبوری میں کچھ چیزیں عارضی طور پر جائز ہو جاتی ہیں)۔ مذکورہ تینوں اوصاف (پاک ہونا، حلال، ہونا اور جائز نفع بخش ہونا) ان میں سے اگر ایک وصف بھی مفقود ہوا تو اس چیز کی خرید وفروخت شریعتِ مطہّرہ میں جائز نہیں ہے۔

**چوتھی شرط: مال وزر فروخت کنندہ وخریدار کی ملکیت میں ہو۔**

کسی بھی شے پر ملکیت اور اختیار آنے سے پہلے اس کا سودا کرنا درست نہیں، اور اس ملکیت کے حکم میں مبیع اور ثمن دونوں شامل ہیں یعنی خریدنے والے کا مال اُس کی اپنی ذاتی ملکیت میں ہو اور اُسے اس میں تصرّف کا اختیار ہو اور بیچنے والے کا سامان اُس کی ذاتی ملکیت میں ہو۔

عن حكيم بن حزامٍ قال يا رسول الله يأتيني الرجل فيريد مني البيع ليس عندی أفأبتاعه له من السوق؟ فقال لا تبع ما ليس عندک [29]

الغرض سیدنا حکیم بن حزام کے غیر مقدور اور، مملوک چیز کے بیع کے متعلق سوال پر اللہ کے نبی نے جواباً فرمایا: جو چیز تمہارے پاس (یعنی

تمہاری ملکیت میں، یا قدرت واختیار میں) موجود نہیں اُسے فروخت نہ کرو"۔

## پانچویں شرط: خریدی ہوئی چیز کو قبضہ میں لینا اور قبضہ سے قبل اسے فروخت نہ کرنا

کاروبار اور تجارت کی شرائط میں سے ایک اہم وبنیادی شرط جس سے آج لوگ، خصوصا کاروباری وتاجر حضرات خیال نہیں رکھتے ہیں وہ خریدی ہوئی شے کے قبضہ میں آنے سے پہلے ہی اُسے آگے فروخت کردینا ہے جو شرعا ایک ناجائز عمل ہے۔

أن رسول الله عليه الصلاة والسلام قال: من ابتاع طعاما، فلا يبعه حتى يستوفيه زاد إسماعيل: من ابتاع طعاما فلابيع حتى يقبضه[30]

جو شخص کوئی کھانے کی چیز (گندم وغیرہ) خریدے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبضہ نہ کرے۔

عن ابن عمر قال: كنا في زمان رسول الله عليه الصلاة والسلام نبتاع الطعام، فيبعث علينا من يأمرنا بانتقاله من المكان الذي ابتعناه فيه، إلى مكانٍ سواه قبل أن نبيعه[31]

اس روایت میں خریدی ہوئی چیز کو خریدنے کے بعد پھر آگے فروخت کرنے سے پہلے اس جگہ سے منتقل کرنے کا حکم ہے۔

صحیح قول کے مطابق خریدی گئی چیز کو فروخت کرنے سے پہلے اس کے قبضہ اور نقل وحمل کا حکم بعام کے ساتھ پر ہی محصور نہیں، بلکہ اس میں تمام وہ اشیاء داخل ہیں جو منقولہ ہیں،، جیسا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کا ثبوت ہوتا ہے جس میں غلےّ کی جگہ سامان کا ذکر کیا گیا ہے۔البتہ غیر منقولی اشیاء جیسے اراضی اور مکانات وغیرہ، ان میں حکمی قبضہ ہی کافی ہے، اور حکمی قبضہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی کاغذی اور قانونی کاروائی مکمل کیا جائے اور فروخت کرنے والا تمام رکاوٹیں دور کرکے خریدار کو تصرف کا پورا اختیار فراہم کردے۔اسی طرح جو اشیاء حسی طور پر قبضہ کی جاتی ہیں جیسے کرنسیاں، وغیرہ تو ان میں حقیقی قبضہ ہی ضروری ہے اور حقیقی قبضہ یہ ہے کہ ان کو ہاتھوں میں وصول کرلیا جائے۔

## چھٹی شرط: خریدی وفروخت کی جانے والی شے سے متعلق مکمل علم رکھنا

خرید وفروخت کی شرائط میں آخری شرط یہ ہے کہ: جس چیز کو خریدا یا فروخت کیا جارہا ہے، اس سے متعلقہ مکمل علم فریقین (خریدار وفروخت کنندہ) کو حاصل ہو۔ خرید وفروخت کی جانے والی شے کا علم اُس سے متعلقہ تین چیزوں کی مکمل معرفت سے حاصل ہوتا ہے:

(1) خریدی یا فروخت کی جانے والی چیز کیا ہے؟ (جس کی معرفت زبان سے اُس کا نام لے کر یا اس کی وضاحت کے ذریعہ یا اشارہ کے ذریعہ حاصل ہو گی)۔

(2) مقدار یعنی وزن و پیمانہ کی معرفت۔ (اگر خرید و فروخت کی جانے والی چیز کا تعلق وزن و پیمانہ سے ہو)۔

(3) صفات کی معرفت۔ (اگر خریدی و فروخت کی جانے والی چیز کا تعلق اس کی صفات کی معرفت سے ہو یا وہ چیز سامنے موجود نہ ہو)۔

مذکورہ تینوں اعتبار سے طرفین کو سودے، اُس کی نوعیت، جنس، مقدار اور مکمل صفات سے متعلقہ کُلی علم ہونا لازمی ہے، ان میں کسی بھی طرح کا ابہام، شبہ یا لاعلمی شرعی اعتبار سے بیع کو مشکوک بنا دیتی ہے، جسے شرعی اصطلاح میں "غَرَر (Uncertainty)" کا نام دیا جاتا ہے جو شرعاً ناجائز ہے اور جس کی وضاحت سابقہ سطور میں گذر چکی ہے۔

### خلاصہ بحث

پیش نظر تحقیقی مقالہ میں جس کا عنوان "اسلام میں معاشی معاملات کی اہمیت، اس کی بنیادی شرائط اور باہمی معاشی امور میں پائی جانے والی کوتاہیوں کا تدارک وسد باب" ہے ذمیں باہمی معاملات کا قرآن وسنت، اسلامی تعلیمات اور فقہ کی روشنی میں علمی تحقیقی و تنقیدی جائزہ مدلل و مبسوط انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس میں مسلمانوں کے باہمی معاملات بالخصوص تجارتی و معاشی سرگرمیاں، باہمی خرید و فروخت کے بنیادی اصول بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تجارتی و معاشی ممنوعات اور اس سے متعلق حرمت کے اصول وضوابط بیان کیے گئے ہیں، یہ مختصر مقالہ جدید تحقیقی اسلوب و منہج کی روشنی میں متعلقہ موضوع پر قدیم وجدید مراجع سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے مکمل کیا گیا ہے، جس کا بنیادی موضوع "اسلام میں معاشی معاملات کی اہمیت، اس کی بنیادی شرائط اور باہمی معاشی امور میں پائی جانے والی کوتاہیوں کا تدارک وسد باب" ہے۔

مذکورہ مقالہ کا ماحصل، نتیجہ اور خلاصہ بحث یہ ہے کہ اسلامی فقہ میں معاملات میں اصل حلت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات کے علاوہ معاملات کے شعبہ میں کوئی بھی لین دین کیا جائے گا تو اصولی طور پر وہ جائز ہو گا بشرطیکہ اس لین دین میں شرعی ممنوعات نہ ہوں۔ ان شرعی ممنوعات کو چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، جس کی تفصیل مقالہ میں بیان ہو چکی، لہذا ہمیں چاہیے کہ باہمی معاملات کرتے وقت شریعت کی بیان کردہ ممنوعات سے بچتے ہوئے اپنے معاملات کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنائیں۔

**References**


1. Abu al Hussain asakar al deen muslim bin al hajaj bin muslim al kashiri al jama al sahi riyazi baitul fakar alduliyat 1998 ka tab al zakat Kabul al sadkat man al kasab al teeb w tarbitah 391, rakam al hades 1015.
2. Abu al Hussain asakar al deen muslim bin al hajaj bin muslim al kashiri al jama al sahi riyaz baitul fakar alduliyat 1998 kitab al bir wa al salat wal adab bab tahreem al zalim 1040 rakam al hades 2581.
3. Usmani Muhammad taqi mufti tu zih al quran/Asaan trjuma quran Karachi muqtaba muaruf al quran 2011 suratull ahazab ayat number: 21, 3: 1289.
4. Abn maja Muhammad bin yazeed al rabai al qazvini sunan abn maja qahira dara ahaya al kitab al Arabiyat kitab al tijarat bab al sharqata wa al mazarbata: 2:768 rakam al hades 2287.
5. Qandh halvi Muhammad Idrees mulana sarat Mustafa Karachi kitab khana mazhri 1:93.
6. Behqi ahmd bin Hussain al sunan al qibriya hydarabad duqan majliss daira al muarif al nizamiya 1344 bab abahita al tijarat 5, 263, rakam al hades 10701.
7. Tarmizi Muhammad bin essa al jama al tarmizi qahira sharkata muqtaba wa mtahba Mustafa al babi al halbi 1975 kitab al bewah bab ma ja fi al tajar wa tasmiyat al nabi sala llaho ta alai hiwa sa lam aiyahim 3: 506 rakam al hades 1209.
8. Abu al Hussain asakar al deen muslim bin al hajaj bin muslim al kashiri al jama al sahi riyaz baitul fakar alduliyat 1998 kitab al masaqat bab al nihi an al halaf fi al bih 655 rakam al hades 1607.
9. Nadvi syed sulyman Alma / khutbat madarras lahor adarah islamiyat 1984, 86.
10. Al hafiz al siuti jalal al deen abdulrahman al shaba wa al nazair riyaz muqtaba nazar Mustafa al baaz 1997:1: 102.
11. Usmani Muhammad taqi mufti tu zih al quran/Asaan trjuma quran Karachi muqtaba muaruf al quran 2011 suratull maida ayat number 3, 1, 324.
12. Usmani Muhammad taqi mufti tu zih al quran/Asaan trjuma quran Karachi muqtaba muaruf al quran 2011 suratull maida ayat number 90, 1, 365.
13. Abu al Hussain asakar al deen muslim bin al hajaj bin muslim al kashiri al jama al sahi riyaz baitul fakar alduliyat 1998 kitab al shariyat bab byan an kull muskar al sakar wa an kull khamar haram 831 rakam al hades 2003.
14. Nisai ahmad abn shuwab nisai bashra al sauti bairut dara al arfat kitab al sharbat bab zakar al akhbar al ti aatal bha man ubha sharab al sakar 724, rakam al hades 5699.
15. Abu al Hussain asakar al deen muslim bin al hajaj bin muslim al kashiri al jama al sahi riyaz baitul fakar alduliyat 1998 kitab al masakat bab tahreem bi al khamar wa al maitat wa al khanzeer wa al sanam 645, rakam al hades 1581.
16. Burhan al deen markhinnani ali bin abi bakar al hadayat sharah badayat al mubtadi bairut dara al kitab al allmiya 1971, 3, 68.
17. Abu al Hussain asakar al deen muslim bin al hajaj bin muslim al kashiri al jama al sahi riyaz baitul fakar alduliyat 1998 kitab al masakat bab laan a kull al raba wa mukalah 681, rakam al hades 1598.
18. Tibrani sulyman bin ahmad al mahjam al owsat qahira dar al harmin 1995, 7, 158, rakam 7151.
19. Abn manzoor al afreeqi Muhammad bin muqrm lasan al arab qahira dar al muarif 5, 3232.

20. Shams al aima sa khasi Muhammad bin abu sahal ahmad al mabsut bairut dar al maarif 1993, 12, 194.
21. Abn rshid al hafeed Muhammad bin ahmad badayat al majtahadu nihayat al maqased bairut dar al maarif 1982, 2, 155.
22. Abn al hamam kamal al deen Muhammad bin abdul wahid fatah al qadeer bairut dar al fakar 7, 71.
23. Abn najeem zain al deen bin abraheem al ashba wa al nazair Karachi adara al quran wa al alom al islamiya 1, 326.
24. Usmani Muhammad taqi mufti tu zih al quran/Asaan trjuma quran Karachi muqtaba muaruf al quran 2011 suratull maida ayat number 91, 90, 365.
25. Usmani Muhammad taqi mufti tu zih al quran/Asaan trjuma quran Karachi muqtaba muaruf al quran 2011 suratull nisa ayat number 29, 1, 261.
26. Abn maja Muhammad al rabai al qazvini sunan abn maja qahira dara ahaya al kitab al Arabiyat kitab al tijarat bab beyh al khiyar 2, 737, rakam al hades 2185.
27. Ald kator wahba al zaheli al faqah al islami wa adlata damushq dar al fakar 1985, 4, 354.
28. Ald kator wahba al zaheli al faqah al islami wa adlata damushq dar al fakar 1985, 4, 357,358.
29. Abu dauid sulyman bin ashaas sunan abiya dauid riyaz baet al fakar al duliyat kitab al ajara bab fi al rajal biyah ma lass andha rakam al hades 3503.
30. Al bukahri Muhammad bin essmail al jama al sahi kitab al bayu bab al taaim Kabul an yaqbaz wabih ma less andaq rakam al hdes 2136.
31. Abu al Hussain asakar al deen muslim bin al hajaj bin muslim al kashiri al jama al sahi riyaz baitul fakar alduliyat 1998 kitab al bayu bab batalan biy al mabiy kabul al qabaz rakam al hades 1527
32. Abu dauid sulyman bin ashaas sunan abiya dauid riyaz baet al fakar al duliyat kitab al ajara bab fi bayu al taaim Kabul an yasstufi rakam al hades 3499.